مدیر کے نام

عبدالرشید عراقی، گوجرانوالہ

قاضی حسین احمدؒ اور پروفیسر عبدالغفور احمدؒ (فروری ۲۰۱۳ء)، دونوں رہنماؤں سے متعلق ان کی دینی، علمی، قومی وملّی اور سیاسی خدمات اور ان سے ذاتی تعلق اور روابط کی روشنی میں جس طرح تذکرہ کیا گیا ہے، وہ قابلِ قدر ہے۔ قاضی حسین احمدؒ کے بارے میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ وہ جلال اور جمال کا مرقع تھے، اور پروفیسر غفور احمدؒ ایک نفیس، باذوق، محبت کرنے والے اور راست باز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قاضی صاحب اور پروفیسر عبدالغفور صاحب رحمہم اللہ کی لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے علیّین میں جگہ دے، آمین!

سید مزمل حسین، راولپنڈی

قاضی حسین احمدؒ اور پروفیسر عبدالغفور احمدؒ (فروری ۲۰۱۳ء) دونوں پاکستان کے سنجیدہ اور مخلص رہنما تھے۔ پروفیسر عبدالغفور احمدؒ آئینی اُمور میں متخصص کا درجہ رکھتے تھے، جب کہ قاضی حسین احمدؒ تو چیز ہی دوسری تھے۔ وہ ایک سیاسی و مذہبی رہنما سے بڑھ کر ایک مربی اور ہمدرد رہنما تھے۔ اُن کی ایک عالمی سوچ تھی۔ وہ عالمی اسلامی تحریک کے ایک فرد تھے۔ وہ ایک فرد نہیں بلکہ ایک انجمن تھے۔ یہ پاکستان کے لیے اعزاز کی بات تھی کہ قاضی حسین احمد کی صورت میں اُسے ایک عالمی سطح کا رہنما مل گیا تھا۔ ہماری بدقسمتی یہ تھی کہ ہم نے انھیں مقامی اُلجھنوں میں اُلجھا دیا۔ قاضی حسین احمد نے تو سیّد جمال الدین افغانی مرحوم کا کردار ادا کرنا تھا اور بڑی حد تک ادا کیا بھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے اُن کی کماحقہٗ قدر نہ کی۔ ہم نے انھیں سیاسی رہنما سے آگے کچھ نہ سمجھا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کا فیضانِ نظر تھا کہ اُن کے تربیت یافتہ دونوں حضرات نے مثالی کردار ادا کیا اور اچھی مثالیں قائم کر کے چلے گئے۔ فروری ۲۰۱۳ء کے شمارے میں محمد شکیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خبیب انس، کراچی کے خطوط قابلِ توجہ ہیں۔ اُن پر غور کیا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر طاہر سراج، ساہیوال

'ملکی بحران: حل کے پانچ اصول' (فروری ۲۰۱۳ء) میں مولانا مودودیؒ کی درپیش مسائل کے حل کے لیے فکرانگیز اور اصولی وعملی رہنمائی ہے۔ کاش! ہمارے اہلِ فکرودانش اور اربابِ اقتدار آج ان اصولوں پر عمل پیرا ہوسکیں اور ملک مسائل کے گرداب سے نکل سکے۔ ڈاکٹر خالد محمود ثاقب کا مضمون 'تزکیہ وتربیت، چند اہم پہلو' کارکن کو عمل پر اُبھارتا ہے، مسائل کا حل پیش کرتا ہے، نیز مایوسیوں کے اندھیرے میں اُمید اور روشنی کا پیغام ہے۔